ملکہ برطانیہ وصدر بائیڈن کا خضری اقتدار

تحریر: سہیل احمد لون

حالیہ امریکی انتخابات میں جو بائیڈن نے ڈونالڈ ٹرمپ کو شکست دے کر امریکہ کے چھیالیسویں صدر بننے کا اعزاز حاصل کیا، جو بائیڈن امریکی تاریخ میں سب سے زیادہ ووٹ لیکر کامیاب ہونے والے امیدوار ہیں۔ جو بائیڈن کی عمر تقریباً 78 برس ہے، یعنی اپنی آئینی مدت پوری کرنے تک وہ بیاسی برس کے ہو جائیں گے۔ امریکہ میں اکثریت ایسے صدور کی ہے جو لگاتار دو مرتبہ منتخب ہوئے ہیں اگر جو بائیڈن بھی یہ روایت برقرار رکھتے ہیں تو تقریباً چھیاسی برس تک اقتدار کی کرسی پر بیٹھ سکتے ہیں۔ قسمت کی دیوی جب کسی پر مہربان ہو جائے تو نصیب عمر نہیں پوچھتے اور یہ نہیں دیکھتے کہ آپ عمر کے کس حصے میں ہیں؟ عمومی طور پر انسان 70 برس کے بعد ریٹائرڈمنٹ لے کر آرام کی زندگی گزارنے کو ترجیح دیتے ہیں یا جس ادارے میں وہ کام کرتے ہیں وہاں کے قانون اور پالیسی کے مطابق ان کو ریٹائرڈ ہونا پڑتا ہے۔ عمر کے اس حصے میں جو بائیڈن کے لیے کرونا وائرس اور جنگ وجدل کی وجہ سے خراب امریکی معیشت دیگر مسائل کے ساتھ ایک بڑا چیلنج ہوگا۔ اگر تاریخ کا جائزہ لیا جائے تو ملائیشیا کے سابق وزیر اعظم مہاتیر محمد معمر ترین سربراہ مملکت رہے، گزشتہ دنوں جب وہ مستعفی ہوئے تو ان کی عمر 95 برس تھی۔ اس سے قبل معمر ترین سربراہ مملکت ہونے کا ریکارڈ جرمنی کے پہلے چانسلر کونراڈ آڈے ناؤور کے پاس تھا۔ وہ لگاتار پانچ مرتبہ جرمنی کے چانسلر منتخب ہوئے، جب انہوں نے آخری مرتبہ اقتدار چھوڑا تو ان کی عمر 87 برس تھی۔ مہاتیر محمد اور کونراڈ آڈے ناؤور نے ملائیشیا اور جرمنی کو ترقی کی راہ پر گامزن کرنے میں بڑا کلیدی کردار ادا کیا۔ جو بائیڈن سے ہو سکتا ہے ہم اچھے کی امید لگا کر بیٹھ جائیں لیکن تلخ حقیقت یہی ہے کہ امریکی صدر بدلنے سے ترقی پزیر ممالک کے لیے امریکی پالیسی تبدیلی نہیں ہوتی بلکہ اس کا تسلسل برقرار رکھا جاتا ہے۔ ہم جمہوریت اور آمریت کے مدوجزر میں زندگی گزار رہے ہیں مگر امریکہ اور برطانیہ جمہوریت کے علمبردار ہی نہیں بلکہ جمہوریت کے مائی باپ بھی ہیں۔ مادر جمہوریت برطانیہ اور بابائے جمہوریت امریکہ میں گو کہ نظام جمہوریت میں یکسانیت نہیں (برطانیہ میں پارلیمانی اور امریکہ میں صدارتی نظام ہے) مگر اس کے باوجود آپس میں سفارتی تعلقات ایسے ہیں جیسے ماں باپ کے اولاد کے ساتھ ہونے چاہئیں۔ اگر ماں بولی بنیادی وجہ ہوتی تو اور بھی بہت سے ممالک ہیں جہاں انگریزی بولی جاتی ہے۔ وہ بیچارے نیٹو فورس کا حصہ تو بن سکتے ہیں مگر کبھی جمہوریت کے مائی باپ کے درمیان آنے کا موقع حاصل نہیں کر سکے۔ برطانیہ نے دنیا میں کافی راج کیا جبکہ امریکی ابھی اپنی خواہش کا جال لے کر ملک ملک گھوم رہے ہیں۔ دنیا کے کمزور ممالک کے وسائل پر قبضہ کر کے اپنی معیشت بہتر بنا کر دنیا پر راج کرنے کے لیے یہ کسی حد تک بھی جا سکتا ہے۔ تاجدار برطانیہ جسے دنیا پر راج کرنے کا وسیع تجربہ بھی ہے اس معاملے میں امریکہ کی کافی معاونت کرتا ہے۔ اگر برطانیہ امریکہ کے ہاتھ میں ہاتھ نہ دیتا تو شاید افغانستان، لیبیا، شام، عراق، لبنان وغیرہ ان کے ہاتھوں سے مسلے نہ جاتے۔ برطانیہ یا امریکہ میں اقتدار کسی بھی سیاسی جماعت کو ملے، دونوں ممالک آپس میں سفارتی کیکلی بڑے جوش وجذبے سے ڈالتے ہیں اور اس کیکلی میں پسماندہ اور ترقی پزیر خصوصاً مسلم ممالک اکثر پاؤں تلے روندے جاتے ہیں۔ امریکہ سے برطانیہ کے بہتر سفارتی

تعلقات رکھنے میں شاہی خاندان خصوصاً ملکہ برطانیہ کا کردار بھی بہت اہم ہے۔ ملکہ برطانیہ الزبتھ دوئم کو بھی یہ اعزاز حاصل ہے کہ اس وقت دنیا میں سب سے طویل مدت شاہی سربراہ (longest-reigning monarch) ہیں۔ ملکہ برطانیہ تقریباً پچیس برس کی عمر میں 1952ء میں شاہی تاج پہن کر تخت نشین ہوئیں۔ ملکہ برطانیہ اب تک ایک درجن امریکی صدور سے ملاقاتیں بھی کر چکی ہیں۔ روایت کے مطابق جب بھی کوئی امریکی صدر برطانیہ کے سرکاری دورے پر آتا ہے تو ملکہ برطانیہ سے ملاقات بھی اس ایجنڈے میں شامل ہوتی ہے۔ الزبتھ نے بحیثیت شہزادی 1951ء میں امریکہ کا دورہ کیا تو اس وقت کے امریکی صدر ہیری ٹرومین سے واشنگٹن ڈی سی میں ملاقات کی۔ اس کے بعد گیارہ امریکی صدور سے بحیثیت ملکہ برطانیہ ملاقاتیں کیں۔ ملکہ برطانیہ نے اکتوبر 1957ء میں امریکی صدر Dwight Eisenhower کی میزبانی میں امریکہ کا سرکاری دورہ کیا۔ 1961ء میں صدر Jacqueline Kennedy نے فرانس اور انگلینڈ کا دورہ کیا تو وہ ملکہ برطانیہ کے بکنگھم پیلس میں شاہی مہمان بنے۔ صدر رچرڈ نکسن سے ملکہ برطانیہ کی ایک سے زائد ملاقاتیں ہوئیں، 1970ء میں صدر رچرڈ نکسن نے اپنی بیٹی Tricia کا رشتہ ملکہ برطانیہ کے بڑے بیٹے پرنس چارلس سے کرنے کی بھی کوشش کی۔ صدر Gerald Ford نے ملکہ برطانیہ اور پرنس فلپ کو 1976ء میں سرکاری مہمان بنایا۔ مئی 1977ء میں صدر جمی کارٹر نے انگلینڈ کا دورہ کیا تو ملکہ برطانیہ کی قدم بوسی کے لیے بکنگھم پیلس گئے جہاں NATO کے اجلاس کے دوران ملکہ برطانیہ کی ماں کے ہونٹوں پر بوسہ دینے کا تاریخی واقعہ بھی پیش آیا۔ صدر رونالڈ ریگن جب برطانیہ کے دورے پر آئے تو ملکہ برطانیہ کے ساتھ Windsor Castle میں دونوں نے گھڑسواری بھی کی۔ ملکہ برطانیہ نے مارچ 1983ء میں امریکہ کا سرکاری دورہ کیا جہاں صدر ریگن نے ان کی میزبانی کی۔ 1989ء میں رونالڈ ریگن کو ملکہ برطانیہ نے بکنگھم پیلس میں اعزازی knighthood سے بھی نوزا جو کسی غیر ملکی کے لیے برطانیہ کا سب سے بڑا اعزاز سمجھا جاتا ہے۔ جون 1990ء میں صدر George H.W. Bush نے برطانیہ کا دورہ کیا اور ملکہ برطانیہ سے ملاقات کی روایت کو بھی قائم رکھا۔ مئی 1991ء میں ملکہ برطانیہ شہزادے فلپ کے ساتھ امریکی دورے پر گئیں جہاں ان کی میزبانی صدر جارج ڈبلیو بش سینئر نے کی۔ جون 1994ء میں صدر بل کلنٹن برطانوی دورے پر آئے تو ملکہ نے ملاقات کا شرف بخشا۔ مئی 2007ء میں ملکہ برطانیہ نے امریکہ کا سرکاری دورہ کیا جہاں ان کی میزبانی کے فرائض جارج ڈبلیو بش جونیئر نے ادا کیے۔ صدر براک اوبامہ نے مئی 2011ء میں برطانیہ کا دورہ کیا اور ملکہ برطانیہ سے Buckingham Palace میں ملاقات ہوئی۔ 2018ء میں جب صدر ڈونالڈ ٹرمپ ملکہ برطانیہ سے ملاقات کے لیے آئے تو وہ شاہی آداب بجا لانے میں قاصر رہے، Windsor Castle میں ٹرمپ ملاقات کے وقت پر نہ پہنچ سکے...... دیر سے پہنچے اور ملکہ برطانیہ کے سامنے جھک کر سلام کرنے کی بجائے ہاتھ ملایا، اس کے بعد ملکہ کے آگے آگے چلنا شروع کر دیا۔ اس سے قبل صدر براک اوبامہ کی بیگم اور اس وقت کی خاتون اول نے ملکہ برطانیہ کے کندھے پر ہاتھ رکھ دیا تھا جو شاہی پروٹوکول کے خلاف تھا مگر مشل اوبامہ نے احتراماً کیا تھا۔ ملکہ الزبتھ دوئم نے طویل ترین شاہی تاج سر پر سجانے کا ریکارڈ بنایا ہے اس سے قبل یہ ریکارڈ ملکہ وکٹوریہ کے پاس تھا۔ اس بات کا قوی امکان ہے کہ ملکہ آئندہ برس اپنی 95ویں سالگرہ کے موقع پر یا 2022ء میں پلاٹینیم جوبلی کے موقع پر شاہی تاج پرنس چارلس کو پہنا دیں گی۔ اس طویل شاہی سفر میں ملکہ برطانیہ بارہ

امریکی صدور سے ملاقات کرچکی ہیں۔ کرونا وائرس کے بادل چھٹ جائیں تو اس بات کی قوی امید ہے کہ صدر جو بائیڈن بھی برطانیہ کے دورہ پر آئیں گے ۔ان کا دورہ اس لحاظ سے تاریخی اہمیت کا حامل ہوگا کہ وہ ملکہ برطانیہ سے ملاقات کرنے والے آخری امریکی صدر ہونگے۔ ملک برطانیہ نے اکثر موقعوں پر امریکہ کو اپنا دوست اور حلیف قرار دیا ہے، جارج ڈبلیو بش سینئر کے جنازے پر شاہی خاندان کی نمائندگی کے لیے خاص طور پر شہزادہ چارلس کو امریکہ بھیجا۔ کیا ملکہ برطانیہ اور صدر جو بائیڈن اقتدار کی اس عمر خضر میں ترقی پزیر اور مسلم ممالک کے ساتھ برطانوی پالیسی میں کوئی خیر و عافیت والی تبدیلی لاسکیں گی؟

تحریر: سہیل احمد لون

سربٹن۔سرے

sohailloun@gmail.com

13-11-2020